صحیح تاریخ ولادت مصطفی ﷺ

# جشنِ میلاد، یومِ وفات پر

## ایک تحقیق، ایک جائزہ

تالیف و پیشکش
الشیخ محمد منیر قمر صاحب حفظہ اللہ




مکتبہ کتاب و سنت

WWW.IRCPK.COM

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

# جشنِ میلاد، یومِ وفات پر

ایک تحقیق، ایک جائزہ

تالیف و پیشکش

الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون
مراکز الدعوۃ والارشاد الدمام سعودی عرب




مکتبہ کتاب و سنت
ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ ۔ سیالکوٹ ، پاکستان
Mob:0300-6439897

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب ________ جشن میلا دیوم وفات پر

مولف ________ الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

طبع دوم ________ فروری 2005ء

بمعاون ________ انجینئر عبدالمجید خان الخبر، سعودی عرب

باہتمام ________ غلام مصطفیٰ فاروق

سٹاکسٹ ═══ مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ بالمقابل رحمان مارکیٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7244973

پاکستان میں ملنے کے پتے

لاہور ═══ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ 7237184
اسلامی اکیڈمی 17 اردو بازار 7357587
مکتبہ قدوسیہ اردو بازار 7351524
کتاب سرائے فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ اردو بازار 7320318
مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی اردو بازار 7321823

گوجرانوالہ ═══ مدینہ کتاب گھر اردو بازار 219791 ☆ والی کتاب گھر اردو بازار

ملتان ═══ فاروق کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ 541809

اسلام آباد ═══ دارالعلم 699 آبپارہ مارکیٹ

راولپنڈی ═══ تنظیم الدعوہ الی القرآن والسنہ، گوالمنڈی

سیالکوٹ ═══ الفرقان اسلامک بک سنٹر بانو بازار ☆ گلزار بک ڈپو اردو بازار

ڈسکہ ═══ شمس الھدیٰ کیسٹ ہاؤس ڈالہ روڈ نزد کچہری چوک
دار الحسنیٰ، العصر پرنٹرز سمبڑیال روڈ ڈسکہ

کراچی ═══ مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کوٹ روڈ، کراچی
مکتبہ ابو بیہ محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ

ہندوستان میں ملنے کے پتے

⊕ توحید پبلی کیشنز ایس آر کے گارڈن بنگلور 6650618
⊕ چار مینار بک سنٹر چار مینار شیواجی نگر بنگلور 560051 ⊕ میسور 492129

Contact:E-Mail:tawheed_pbs@hotmail.com

مطبع: العصر پرنٹرز سمبڑیال روڈ ڈسکہ، حافظ عابد الٰہی 0300-6456033

# آئینہ مضامین

● نگاہ اولین ........ 5

● ظہور قدسی یا نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ........ 6

● عید میلاد کے نام پر کی جانے والی یہ خوشیاں ولادت پر ہیں یا وفات پر؟ ........ 9

● مروجہ میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کتاب وسنت کی روشنی میں ........ 14

○ تنازعات کو ہوا نہ دو ........ 14

○ اختلافات کا حل ........ 14

✿ وہ مومن نہیں ........ 15

✿ خود غور کریں ........ 17

● حیات طیبہ اور میلاد ........ 17

● جشن میلاد صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کی نظر میں ........ 19

● قائلین عید میلاد النبی کے دلائل اور ان کا رد ........ 24

● اعتراضات ........ 25

❶ پہلا اعتراض ........ 25

✿ جواب ........ 25

❷ دوسرا اعتراض ........ 27

✿ جواب ........ 27

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net


❸ تیسرا اعتراض ........ 28
٭ جواب ........ 28
❹ چوتھا اعتراض ........ 29
٭ جواب ........ 29
❺ پانچواں اعتراض ........ 31
٭ جواب ........ 31
❻ چھٹا اعتراض ........ 32
٭ جواب ........ 32
❼ ساتواں اعتراض ........ 34
٭ جواب ........ 34
❽ آٹھواں اعتراض ........ 36
٭ جواب ........ 36
• المختصر ........ 38
• کتابیات ........ 39




# نگاہ اولین

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ :

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہر سال ماہ ربیع الاول کی آمد پر اسلامیان برصغیر میں ایک بحث چھڑ جاتی ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ پر جشن وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسری قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کس تاریخ کو ہوئی؟

زیرنظر کتابچہ میں انہی دونوں سوالوں کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ دراصل یہ ہماری ریڈیائی تقاریر ہیں جو ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین کی اردو سروس سے کئی مرتبہ شائع ہوئیں۔ اب ہم اسے الگ مستقل رسالے کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اس توفیق پر شکر گزار ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اسے شرف قبول نوازے اور پھر اپنے احباب میں سے حافظ ارشاد الحق صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی، مقیم الذید شارجہ) کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے تقاریر کے اسکرپٹس کو مسلسل تحریر کی شکل میں منتقل کر دیا۔ اور اس کی طباعت واشاعت میں تعاون کرنے والے تمام احباب کے بھی تہہ دل سے احسان مند ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا فی الدنیا والآخرۃ

**ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین**

شب دو شنبہ — ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون

۱۴۲۲/۵/۲ھ — مراکز دعوۃ و ارشاد، الدمام، الظہران

۲۰۰۷/۷/۲۳ء — سعودی عرب

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



# ظہور قدسی یا نبی اکرم ﷺ

## کی ولادت باسعادت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد ارض وسماء کے روحانی تعلق اور رشتہ وحی کو منقطع ہوئے کم وبیش چھ سو سال گزر چکے تھے۔ پوری دنیا بالعموم اور ملک وقوم عرب بالخصوص کچھ اس طرح کے مذہبی واخلاقی، اور معاشرتی وسیاسی انحطاط سے دوچار تھی کہ پورا عالم انسانیت ہی گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھر چکا تھا۔ انسان کا ضمیر مرجھا چکا تھا، تاریکیوں نے ہر پہلو سے بنی آدم کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور روشنی کی کوئی کرن دور دور تک نظر نہیں آتی تھی۔

خالق کائنات، مالک ارض وسماء کو اپنی اس مخلوق انسانی کے حال پر ترس آ گیا۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی اور اس نے بھٹکی ہوئی انسانیت کی راہنمائی کے لئے اولاد ابراہیم خلیل اور نسل اسماعیل ذبیح علیہم السلام سے نبی آخر الزماں رحمۃ للعالمین ﷺ کو پیدا فرمایا۔

آپ ﷺ کی ولادت کے اس یوم سعید کے بارے میں مولانا علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں۔ چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو گئیں، لیکن آج (یعنی ۹ ربیع الاول) کی تاریخ، وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا، کارکنان قضاء وقدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر وباد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید



ابراہیم، جمال یوسف، معجز طرازئ موسیٰ، جاں نوازی مسیح (علیہم السلام) سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں قدر، شاہ کونین (ﷺ) کے دربار میں کام آئیں گے"۔

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ:

"آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔" (۱)

لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم اور اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتش کدۂ کفر، آزر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستانِ سعادت میں بہار آ گئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اٹھا۔ (یعنی) یتیم عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہؓ، شاہ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم، شاہِ کونین، عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت واجلال ہوئے۔ (۲)

اور یہ تحقیق ہم آگے پیش کر رہے ہیں کہ ہیئت دانوں، مورخوں اور سیرت نگاروں نے صحیح ترین تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ۱ھ عام الفیل (۳) بمطابق

---

(۱) یہ ارہاصات نبوت امام بیہقی اور طبقات (۱/۶۳) میں ابن سعد وغیرہ نے ذکر کئے ہیں مگر علامہ محمد الغزالی نے ان تعبیرات کو غلط قرار دیا ہے۔ (فقه السيره بتخريج الألباني ص ٦١ طبع مصر)

(۲) سیرت النبی ۱/ ۱۷۰، ۱۷۱۔

(۳) ترمذی شریف میں قیس بن مخرمہ کے الفاظ ہیں "ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل"۔ اسی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم سے پوچھا: أنت أكبر أم رسول الله ﷺ؟ تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ؟ تو انہوں نے کمال ادب سے جواب دیا "رسول الله أكبر مني وأنا أقدم منه في الميلاد" مجھ سے بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہی ہیں البتہ میں آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ (ترمذی مع تحفة الأحوذی ۱۰/ ۸۸-۸۹، حدیث ۳۶۹۸، طبع مدینہ/ ضعیف ترمذی ۷٤٤

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



۲۰/اپریل بروز پیر ہی کو قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے بعد سیدہ آمنہ نے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو پیغام مسرت بھیجا۔ وہ خوشی خوشی گھر آئے، اپنے عنفوان شباب میں داغ مفارقت دے جانے والے بیٹے کی نشانی کو گود میں لیا، اور خانہ کعبہ میں لے گئے۔ وہاں دعا مانگی اور واپس لائے۔ اور دادا ہی نے اپنے اس دریتیم کا نام محمد رکھا۔

اور سیرت ابن ہشام (۱/۱۶۰۔۱۵۹) میں لکھا ہے:

''کہ آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کے ساتویں دن آپ ﷺ کا ختنہ کیا۔ اور ساتویں دن ہی آپ ﷺ کا نام بھی رکھا۔'' (۴)

اور یہ بات جو عام مشہور ہے کہ نبی ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے۔ اس کے بارے میں علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ وہ حدیث صحیح نہیں، بلکہ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں بیان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں۔ اور یہ کوئی خاصۂ رسول ﷺ بھی نہیں، کیونکہ کتنے ہی اور لوگ بھی مختون پیدا ہو چکے ہیں۔ (۵)

ایسے ہی اور بھی بہت سے امور مثلاً حمل آمنہ، شب ولادت رسول اللہ ﷺ ارہاصات وخوارق کتب تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے کچھ غلو کا نتیجہ ہیں۔ تو کچھ رواۃ کے تساہل قبول کا۔ کچھ روایات ضعیف ہیں، اور کئی موضوع ہیں، اسی لئے ہم نے ان میں سے کچھ نقل نہیں کیا۔ کیونکہ جب صحاح وحسان میں کفایت ہے تو ضعاف وموضوعات کی کیا حاجت؟

---

(٤) تفصیل کے لئے زاد المعاد ۱/۸۱۔۸۲ بتحقیق الأرناؤوط طبع قطر۔

(٥) فقه السيرة، غزالی ص ٦١۔



# عید میلاد کے نام پر کی جانے والی یہ خوشیاں ولادت پر ہیں یا وفات پر؟

عید میلاد النبی ﷺ منانے یا نہ منانے کے مسئلے سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کب ہوئی؟ اور آپ ﷺ نے وفات کس دن پائی؟ تاکہ کہیں غلطی سے آپ ﷺ کی وفات پر خوشیاں منانے کا نادانستہ جرم نہ کرتے رہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات تو تمام مورخین اور سیرت نگاروں میں متفق علیہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن پیر ہے۔ اور اصحاب تاریخ وسیر پر ہی بس نہیں، خود نبی اکرم ﷺ کی ایک صحیح حدیث مسلم شریف میں موجود ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذٰلِکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ وَاُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ))

(مسلم، ابو قتادہ)

''یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا۔ اور اسی دن میں مبعوث ہوا، یا مجھ پر وحی نازل کی گئی۔'' (٦)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(( وُلِدَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ. وَاسْتُنْبِیَ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ وَتُوُفِّیَ یَوْمَ الِاثْنَیْنِ وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، قَدِمَ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَ رَفَعَ الْحَجَرَ يَوْمَ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



الِاثْنَیْنِ)) (۷)

''نبی اکرم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا اور پیر کے دن وفات پائی، اور پیر کے دن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، اور پیر کے دن مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے، اور پیر کے دن حجر اسود کو اٹھایا۔''

رہا معاملہ تاریخ ولادت کا، تو اس کے بارے میں خود آپ ﷺ سے تو کوئی روایت نہیں ملتی، البتہ سیرت ابن اسحاق کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا، اور پیر کے دن ہی وفات پائی۔ اور پیر کے دن نبی اکرم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ جس سال کہ ہاتھی والے ابرہہ اور اس کے لشکر نے بیت اللہ شریف پر حملہ کیا۔ اور غضب الٰہی کا شکار ہوئے تھے۔ (۸)

اور امام سہیلیؒ نے نقل کیا ہے:

---

(۷) قال الهيثمى فى مجمع الزوائد رواه أحمد و الطبرانى فى الكبير وزاد فيه : فتح بدراً يوم الاثنين ونزلت سورة المائدة يوم الاثنين ﴿اليوم اكملت لكم دينكم﴾ وفيه ابن لهيعه وهو ضعيف (أى لأنه عنعن) وبقية رجاله ثقات من اهل الصحيح، انظر الفتح الربانى ۲۰/۱۸۹.

(۸) وہ روایت یوں ہے "عن قيس بن مخرم ...... قال ولدت أنا ورسول الله ﷺ عام الفيل فنحن ولدان ولدنا مولداً واحداً (ابن اسحاق بسند جيد، كذا قاله البناء فى الفتح الربانى ۲۰/۱۹۰) قیس بن مخرم بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی سال عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ اور ہم دونوں ہم عمر ہیں۔
تہذیب سیرۃ ابن ہشام۔ عبدالسلام ہارون ص ۳٦۔



''کہ ہاتھی ماہ محرم میں مکہ آیا تھا۔ اور آپ ﷺ اس واقعہ کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے تھے۔ جب کہ امام سہیلیؒ اور محمد بن اسحاق کے بقول جمہور اہل علم کا مشہور مسلک یہی ہے۔'' (۹)

مفسر شہیر اور مورخ کبیر حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے:

''جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے، لیکن یہ کہ آپ اس ماہ کے اول، آخر، وسط یا کس تاریخ کو پیدا ہوئے۔ اس کے بارے میں مورخین اور سیرت نگاروں کے بکثرت اقوال نقل کئے ہیں۔ کسی نے دو ربیع الاول کہا ہے کسی نے آٹھ، کسی نے دس اور کسی نے بارہ، کسی نے سترہ اور کسی نے اٹھارہ اور بعض نے بائیس ربیع الاول کہا ہے۔ اور ان سب میں سے راجح قول دو ہیں۔ ایک بارہ ربیع الاول کا اور دوسرا آٹھ ربیع الاول کا، اور صاحب "بدایہ" نے آٹھ کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ جو امام حمیدیؒ نے ابن حزمؒ سے نقل کیا ہے۔ اور کئی دیگر ائمہ نے اسی کی تائید کی ہے۔''(۱۰)

امام طبری اور ابن خلدون بارہ ربیع الاول کو اختیار کیا ہے۔ (۱۱)

اور امام ابن الجوزی: نے" الوفابأحوال المصطفى" (۱/۱۰٤ طبع الرياض) میں دس ربیع الاول کو اولیت دی ہے۔

جب کہ ماضی قریب کے دو سیرت نگاروں میں سے علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے اپنی کتاب "رحمة للعالمین" میں اور علامہ شبلی نے "سیرت النبی" میں ۹ ربیع الاول بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو از روئے تحقیق جدید صحیح ترین تاریخ ولادت

---

(۹) الفتح الربانى للبناء ۲۰/۱۹۰، سیرة ابن هشام اردو: ۱/ ۱۸۲

(۱۰) البدايه والنهايه ۲/۲٦۲-۲۵۹۔

(۱۱) بحوالہ رحمة للعالمين ۱/ ٤۰ حاشیہ۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



قرار دیا ہے۔ (۱۲)

اسی تاریخ کو محمد طلعت عرب نے "تاریخ دول العرب" میں صحیح قرار دیا ہے۔ (۱۳)

اور مصر کے معروف ماہر فلکیات اور مشہور ہیئت داں محمود پاشا فلکی نے اپنی کتاب "التقویم العربی قبل الإسلام وتاریخ میلاد الرسول وهجرته" میں دلائل ریاضی کے رو سے متعدد زائچے بنا کر ثابت کیا ہے کہ عام الفیل ماہ ربیع الاول میں یوم الاثنین کی صحت کے پیش نظر اور فرزند رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے یوم وفات پر سورج گرہن لگنے کے حساب کو مدنظر رکھا جائے، تو آپ ﷺ کی صحیح تاریخ ۹/ربیع الاول ہی آتی ہے۔ جبکہ شمسی عیسوی تقویم کے حساب سے آپ ﷺ کی ولادت کا وقت ۲۰/اپریل ۵۷۱ء بروز پیر کی صبح بنتا ہے۔ (۱۴)

محمود فلکی نے جو استدلال کیا ہے وہ کئی صفحوں میں آیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

① صحیح بخاری میں ہے کہ ابراہیم (آنحضرت ﷺ کے صغیر السن صاحبزادے) کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا، اور یہ سن ۱۰ ہجری تھا۔ اور اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر کا تریسٹھواں سال تھا)

② ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱۰ھ) کا گرہن ۷/جنوری ۶۳۲ء کو ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر لگا تھا۔

---

(۱۲) شبلی ۱/۱۷۱، قاضی ۱/۴۰۔

(۱۳) بحوالہ قاضی ۱/۴۰، حاشیہ ۲/۳۶۷ أیضاً۔ انظر، محمد، القدوة الکاملة" ص ۷ طبع وزارة العدل والشئون الإسلامیه دبی۔

(۱۴) حدائق الأنوار ۱/۲۹ طبع قطر عن التقویم العربی ص ۳۶ تا ۳۹۔



③ اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری ۶۳ برس پیچھے ہٹیں تو آپ ﷺ کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے، جس میں از روئے قواعد ہیئت ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۲/اپریل ۵۷۱ء کے مطابق تھی۔

④ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے، لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ یعنی پیر کا دن تھا، اور تاریخ آٹھ سے لے کر بارہ تک میں منحصر ہے۔

⑤ ربیع الاول مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن صرف نویں تاریخ کو پڑتا ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر تاریخ ولادت قطعاً ۲۰/اپریل ۵۷۱ء، اور ربیع الاول کی ۹/تاریخ تھی۔ اور ۱۲/ربیع الاول کی جو مشہور روایت ہے وہ حساب سے صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ (۱۵)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیدائش ۱۲/ربیع الاول کو نہیں بلکہ صحیح تاریخ ۹/ربیع الاول ہے۔ ہاں! آپ ﷺ کی وفات ضرور بارہ ربیع الاول کو ہوئی تھی، جیسا کہ معروف کتب تاریخ وسیر سے معلوم ہوتا ہے، جس کی مفصل تحقیق تو ہم اس کے موقعہ پر پیش کریں گے۔

یہاں ہمیں صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے، کہ ہمارے بھائی جس تاریخ کو خوشیاں مناتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کا یوم پیدائش نہیں، بلکہ یوم وفات ہے۔ اور چند سال پہلے بلکہ آج تک بارہ وفات کے نام سے مشہور ہے۔ تو وفات سرور کائنات (ﷺ) پر خوشیاں۔

"ایں چه بوالعجبی است"

اللہ تعالی اس پہلو پر توجہ دینے اور سوچنے کی توفیق بخشے۔

---

(۱۵) بحوالہ سیرت النبی ﷺ ۱/۱۷۱، ۱۷۲، طبع قرآن محل کراچی۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



# مروجہ میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
# کتاب وسنت کی روشنی میں

پورے عالم کے مسلمانوں اور بالخصوص اسلامیان برصغیر کا ایک طبقہ اس بات کا عادی ہو چکا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے جشن منائے اور جلوس نکالے۔ اکل وشرب کی دعوتیں کرے اور قوالیاں سنے۔ جب کہ دوسرا طبقہ اس جشن کو شرعاً ناجائز قرار دیتا ہے۔

## تنازعات کو ہوا نہ دو:

اس مختلف فیہ مسئلہ اور ایسے ہی دیگر اختلافی مسائل کے سلسلہ میں قرآن پاک نے ہمیں ایک بہترین اصول دیا ہے۔ کہ تنازعات کو اول تو سرے سے ہوا ہی نہ دی جائے، تاکہ امت کی اجتماعی قوت میں کمزوریاں پیدا نہ ہوں۔

جیسا کہ سورۂ انفال آیت ۴۶ میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾.

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑو نہیں، ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

## اختلافات کا حل:

اور اگر کبھی کسی معاملہ میں اختلاف ہو ہی جائے، تو اس کیس کو اللہ اور اس کے



رسول ﷺ کی عدالت میں لے جاؤ۔ اور وہاں سے جو فیصلہ صادر ہو اسے قبول کر لو۔

جیسا کہ سورہ نساء آیت ۵۹ میں فرمان الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾.

"پھر تمہارے درمیان اگر کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دو۔ اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔"

## وہ مومن نہیں:

اور جب اللہ اور اس کے رسول فیصلہ کر دیں تو اسے بلا چوں وچرا قبول کر لینا ہی ایمان کی سلامتی کا ضامن ہے، جیسا کہ سورۂ نساء آیت ۶۵ میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾.

"(اے پیغمبر ﷺ) تیرے پروردگار کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ سے نہ کروائیں۔ اور پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں کچھ اداسی نہ ہو۔ بلکہ (خوشی خوشی) مان کر منظور کر لیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے فیصلے کے خلاف دل میں ذرہ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



برابر بھی تنگی اور ناپسندیدگی کی جائے، تو ایمان کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى تَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ))(۱۶)

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی خواہش نفس میرے لائے ہوئے طریقے (دین) کے تابع نہ ہو۔"

اور سورہ احزاب آیت ۳۶ میں فرمایا کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں،، پھر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے کوئی اور راہ اپنائے بلکہ اسے فیصلے کو قبول کرنا ہی ہوگا۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا﴾.

"اور کسی مسلمان مرد یا عورت کے لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار

---

(۱۶) ابن کثیر :آیت ﴿وماکان لمؤمن ولا مؤمنة﴾ (الأحزاب ،الآية :۳۶) تاریخ بغداد ۴/۴۶۹،فی ترجمةاحمد بن محمد الاسفرائینی (۲۲۳۹) شرح السنه بغوی ۱/۲۱۳ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی نعیم بن حماد ہے۔ جو کہ ضعیف ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ جامع العلوم والحکم لابن رجب ص ۲۳۸،۲۳۹ حدیث (۴۱) شرح السنة بغوی،تحقیق الارناؤوط ۱/۲۱۳ حدیث (۱۰۴)۔



رہے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمان نہ مانے (اور دوسروں کی رائے پر چلے) تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا ہے۔" (۱۷)

## خود غور کریں:

اللہ تعالیٰ کے اس عطا کردہ اصول (اپنے تنازعات کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو) کے پیش نظر جب اس جشن میلاد جیسے اختلافی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے کتاب الٰہی کو کھولیں۔ اس کے تیس پاروں یا ایک سو چودہ سورتوں کو اول تا آخر پڑھ جائیں۔ آپ کو کوئی ایک بھی آیت ایسی نہیں ملے گی جس سے مروجہ جشن منانا ثابت ہو۔ لہٰذا عدالت الٰہی کا فیصلہ میلاد منانے والوں کے حق میں نہ ہوا۔ اور جس کام کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ اسے سرانجام دے کر اجر وثواب کی توقع رکھنا کار عبث ہے۔

## حیات طیبہ اور میلاد:

اور جب ہم ارشاد الٰہی کے مطابق دوسرے ثالث یا عدالت مصطفیٰ ﷺ کا رخ کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت عطرہ کا مطالعہ یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ خود اپنی ولادت کے دن جشن منایا، اور نہ ہی اس بات کا کسی کو حکم فرمایا ہے۔ اور یہ بات بھی نہیں کہ آپ ﷺ نے شاید غربت وافلاس کی وجہ سے ایسا نہ کیا ہوگا۔ بلکہ اگر آپ ﷺ کی مکی زندگی کو محدود معنوں میں قدرے

---

(۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ کسی آیت یا حدیث کے مقابلے میں کسی مجتہد کی رائے پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جونہی کوئی آیت یا حدیث ملے اسے سر آنکھوں پر رکھیں، اور مجتہد کی رائے صد احترام کے باوجود ترک کر دیں کیونکہ اسی میں ایمان کی سلامتی اور گمراہی سے بچاؤ ہے۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



تنگدستی کی زندگی بھی سمجھ لیا جائے، تو ہجرت مدینہ کے بعد دس سال کے دوران آپ ﷺ دولت اسلامیہ کے بانی وحاکم ہوگئے، عرب وعجم اور ممالک مشرق ومغرب کے تمام خزانے آپ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر ہوگئے۔ مگر اس فارغ البالی کے باوجود بھی آپ ﷺ نے تادم آخر کسی سال بھی اس قسم کی عید اور جشن نہیں منایا تھا۔ اور جب خود صاحب میلاد نے ایسا نہیں کیا، اور نہ ہی کسی کو اس کا حکم فرمایا، تو ایسے کام کو سرانجام دینا کس طرح کی نیکی وثواب ہوسکتا ہے؟

اگر اس کام میں نیکی وثواب ہوتا، کوئی بھی دینی یا دنیوی فائدہ ہوتا، تو آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضرور اس کا حکم دے دیتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی شان میں تو خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

"دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔"

ایسے شفیق ورحیم نبی ﷺ اپنے صحابہ کو کسی نیکی سے کیسے محروم رکھ سکتے تھے، آپ ﷺ کی زندگی مبارک سے قولاً اور فعلاً دو ہی عیدوں کا پتہ چلتا ہے۔ جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں، اور تیسرے نام کی کسی عید کا تصور تک نہیں ملتا۔ البتہ آپ ﷺ کے بعض ارشادات میں یوم جمعہ کو عید بلکہ دونوں معروف عیدوں سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

بہر حال موقع ہونے اور کوئی امر مانع بھی نہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا نہ خود جشن منانا، نہ اس کا حکم دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کوئی کار خیر نہیں۔



# جشن میلاد صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کی نظر میں

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں مروجہ جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ سے، نہ قولاً اور نہ ہی عملاً۔

سنن اربعہ میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، مَوْعِظَةً (بَلِيْغَةً) وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا، قَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا. فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))(۱۸)

(۱۸) قرطبی ۱۳۹،۳۸/۷، عن الترمذی وابن ماجه قال ابو بکر جابر الجزائری فی رسالة "الإنصاف فيما قيل فی المولد من الغلو والإجحاف": ص۳۲۔ رواه اصحاب السنن وهوصحيح الإسناد، وانظر ايضاً الترغيب والترهيب للمنذری بتحقيق محمد محی الدين ۱/۵۸، حيث قال: رواه ابو داؤد والترمذی وابن ماجه وابن حبان۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۶۷ ص ۱۱۷

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



"انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا پراثر وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو گویا الوداعی وعظ معلوم ہو رہا ہے، ہمیں وصیت فرمائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں تقویٰ (اللہ کے خوف) اور سمع وطاعت کی تاکید کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر بنا دیا جائے۔ پس جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت بڑے اختلافات دیکھے گا (یعنی اختلافات سے دوچار ہوگا) پس تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ اس (سنت کو) مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو، اور دین میں نئی نئی باتیں داخل کرنے سے بچو، اور ہرنئی بات (دین میں داخل کرنا) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔"

اور مسلم شریف میں ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ، اَمَّا بَعْدُ، وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.))(۱۹)

"بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں فرمایا کرتے تھے، بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں) ایجاد کئے گئے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

(مسلم عن جابرابن عبداللہ) و فی روایة النسائی:

(۱۹) مسلم مع نووی ۱۵۳/۶/۳۔



((وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ فِی النَّارِ.))(۲۰)

"اور ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت آگ میں (لے جانے والی) ہے۔"

نسائی کے علاوہ سنن اربعہ، مسند احمد، ابی یعلی اور طبری کی متقارب الفاظ والی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلَى اثْنَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَ سَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ مَا اَنَا عَلَيْهِ.(و فی روایة الیوم) وَاَصْحَابِیْ.)) (۲۱)

"یہود اکہتر فرقوں میں اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ اور یہ (میری امت) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نجات وہ لوگ پائیں گے جن کا عمل مجھ جیسا اور میرے صحابہ جیسا ہوگا۔"

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے کتاب وسنت کے بعد خلفاء راشدین اور عام صحابہؓ کے طریقے کو بھی معتبر اور ذریعہ نجات قرار دیا ہے، اور جب

(۲۰) صحیح النسائی (۱۴۸۷)۔

(۲۱) مشکاۃ بتحقیق البانی ۶۱/۱۔ للتفصیل :المرعاۃ ۲۶۹/۱ ۔۲۷۹۔ طبع مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔ صحیح ابی داؤد (۳۸۴۲) صحیح الترمذی (۲۱۲۸)، ابن ماجہ (۳۹۹۱۔۳۹۹۲)الموارد (۱۸۳۴)، الحاکم ۱۲۸/۱، مسند احمد ۳۳۲/۲، صحیح الجامع(۱۰۸۲، ۱۰۸۳) ، الصحیحہ، حدیث (۲۰۳۔۱۴۹۲) یہ حدیث حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہم

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



ہم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بکثرت واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ایک اشارۂ ابرو پر اپنا مال وجان قربان کرنے کے لئے بیتاب رہتے تھے۔ آپ ﷺ کو دل وجان سے چاہتے تھے۔ آپ ﷺ کے احکام وارشادات پر عمل پیرا ہونا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی سنت پر مرمٹتے تھے۔ لیکن جب ہم اس مروجہ عید میلاد کو تلاش کرتے ہیں تو ان کی زندگیوں میں اس کا کہیں سراغ تک نہیں ملتا۔ نہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، نہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، نہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد میں، نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں۔ اور نہ ہی ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے کسی کے قول وعمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اور جو عمل موقع وگنجائش اور عدم موانع کے باوجود محبان رسول اور فدایان مصطفیٰ ﷺ کی نظروں سے اوجھل رہا ہو وہ یقیناً شریعت اسلامیہ کا جزو نہیں ہوسکتا۔ یا پھر ہمیں اس بدگمانی کا کھل کر اظہار کر دینا چاہئے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ سے محبت نہ تھی۔ یا کم از کم اتنی نہ تھی جتنی آج کے جشن منانے والوں کو ہے۔

بخاری ومسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے:

((خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ))(۲۲)

''تمام زمانوں میں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد والے ہیں، اور پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد والے ہیں۔''

یہاں آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والے لوگوں میں سے اپنے اور اپنے

(۲۲) متفق علیه، مشکاة ۱۶۹۵/۳ بتحقیق الالبانی ۔ بخاری (۳۶۵۰) ۵/۷۔
ملاحظہ ہو حاشیہ…



صحابہؓ، پھر تابعینؒ اور اس کے بعد تبع تابعینؒ کے تین زمانوں کو قرون خیر قرار دیا ہے، اور اس عید میلادالنبیؐ کے بارے میں صحابہ وتابعین اور تبع تابعین میں سے کسی سے کچھ منقول نہیں کہ ان تینوں صدیوں میں ہی کسی نے یہ عید ثالث منائی ہو۔

اور بالآخر چار معروف فقہی مذاہب کے ائمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی اجتہادی مساعی اور کتب فقہ کا مطالعہ کریں، آپ کو کسی امام صاحب کے یہاں اس عید کا ذکر نہیں ملے گا۔ اور نہ دیگر فقہاء ومحدثین میں سے کسی نے اس کا حکم دیا ہے۔ تو پھر صاحبو! جو چیز تینوں قرون مشہود لہا بالخیر بلکہ اسلام کے پہلے چھ سو چھبیس برس تک موجود نہ تھی، اسے جائز وثواب قرار دینا شریعت سازی اور سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔

اور اس جشن میلاد کی حیثیت اس وقت اور بھی خطرناک ہو جاتی ہے جب اس میں راگ رنگ اور گانے بجانے کا عنصر شامل ہو جائے۔ چاہے اسے قوالی کہیں، یا کوئی بھی نام دے لیں۔ اور جب جلوسوں میں مرد وزن کا اختلاط ہو تو وہاں کیا کیا قباحتیں جنم نہ لیں گی۔ اور پھر ذکر ودعا کے خانہ ساز انداز جن میں کسی کو بدعت کہا جاسکتا ہے، تو کئی شرک پر منتج ہوتے ہیں، جیسے دعا وندائے غیر اللہ وغیرہ۔

اسی طرح ان جلسے جلوسوں میں نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو مقام الوہیت بلکہ اس سے بھی اوپر بڑھا دیا جاتا ہے، جیسا کہ ایک جاہلانہ شعر ہے۔

اللہ کا پکڑا چھڑائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

یہ اسی غلو کی ایک مثال ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کو نور مجسم اور عالم غیب ثابت کرنا وغیرہ بھی ہیں، جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



# قائلین عید میلاد النبی کے دلائل اور ان کا رد

ہم عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت کے بارے میں ذکر کر آئے ہیں، کہ اس کا عہد رسالت وخلافت اور دور صحابہ وتابعین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ ساتویں صدی ہجری (۶۲۵ ھ) میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی اور موصل کے قریبی شہر اربل کے گورنر ملک مظفر ابوسعید کوکبری نے اسے رواج دیا۔ وہ محفل میلاد میں، بھانڈ، مراسی، راگ رنگ، اور ناچنے والوں کو جمع کرتا اور راگ سنتا، اور گانا باجا سن کر خود بھی ناچا کرتا تھا۔ (۲۳)

اور مولف "الإبداع فی مضار الابتداع" نے لکھا ہے کہ عیسائیوں کے کرسمس کی دیکھا دیکھی میں مصری فاطمیوں نے جشن میلاد کو رواج دیا تھا۔ (۲۴)

اور قرون اولی میں اس کا ثبوت نہ ہونے اور ساتویں صدی میں آکر شروع ہونے کی وجہ سے ہی اہل علم نے اسے ''بدعت'' قرار دیا ہے۔ (۲۵)

اس میلاد کے جواز کا فتویٰ سب سے پہلے ملک مظفر کے عہد کے ایک مولوی شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے ایک رسالے" التنویر فی مولد البشیر النذیر "میں دیا جس کی تالیف پر اسے ملک مظفر نے ایک ہزار دینار انعام دیا تھا۔ (۲۶)

(۲۳) البدایہ والنہایہ ۷/۱۳/۳۷-۱۳۶ طبع المعارف بیروت۔ الإنصاف فیما قیل فی المولدمن الغلوو والإجحاف، لابی بکر جابر الجزائری ص۳۱،۳٤ طبع جمعیہ إحیاء التراث، کویت۔

(۲٤) بحوالہ کلمۃ الحق فی الاحتفال بمولد سید الخلق للشیخ عبداللہ آل محمود ص ۵۰ طبع قطر۔

(۲۵) دیکھئے۔مقالہ شیخ ابن باز، مجلۃ الجامعۃ الإسلامیہ مدینہ منورہ جلد ۵ شمارہ ٤ محررہ ۱۹۷۳ء۔ فتاوی المنار، محمد رشید رضا علامہ، مصر ج۵ ص ۲۱۱۱ فتوی نمبر ۷۶۵۔

(۲٦) البدایۃ والنہایۃ ۷/۱۳/۱۳۷، الإنصاف ۳٤/۳۵۔



اور اس مولوی ''ابن دحیہ'' کو کبائر علماء حدیث نے کذاب، ناقابل اعتبار، غیر صحیح النسب، بے تکی اور اٹکل پچو باتیں کرنے والا قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیلات البدایۃ والنہایۃ (۷/۱۳/۱۳۷) اور لسان المیزان (٤/۲۹۷-۲۹٦) میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایسے لاف گزاف مولوی کے فتوی کی جو حیثیت ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے، اور پھر اس کے پیچھے مولویوں کی ایک بھیڑ لگ گئی۔ اور متاخرین میلادیوں نے اس کے جواز کے جو دلائل دیئے ہیں، ان کے ذکر اور ان پر بحث وتنقید کے لئے تو ایک طویل مقالہ درکار ہے۔ البتہ یہاں محض اشاروں میں مختصراً عرض کر رہے ہیں، مثلاً:

## اعتراضات

❶ پہلا اعتراض:

کہا جاتا ہے کہ اگر میلاد بدعت ہے، تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اس کی کئی مثالیں سابق میں پائی گئی ہیں۔ جیسا کہ نماز تراویح کی جماعت ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ سے تو صرف تین دن با جماعت ثابت ہے۔ پھر عہد فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا مہینہ جماعت کا اجراء کیا اور باجماعت نماز ادا کرتے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ.)) (۲۷)

''کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ اسی طرح ہی عید میلاد بھی ہے۔''

**جواب** : نماز تراویح کو بدعت کہنا درست نہیں، کیونکہ یہ بدعت تب ہوتی جب اس کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ دیگر کتب حدیث کے علاوہ خاص صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی

(۲۷) بخاری (۲۰۱۰)۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



حدیث میں مذکور ہے۔

کہ تین دن نبی اکرم ﷺ نے باجماعت تراویح پڑھائیں۔ لیکن چوتھے دن تراویح کی جماعت کے لئے آپ ﷺ تشریف نہ لائے جس کا سبب یہ بتایا:

((خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا.)) (۲۸)

"مجھے خدشہ ہے کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اور تم اس کی پابندی کے ساتھ ادائیگی سے عاجز آ جاؤ۔"

پھر جب نبی کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تراویح کی فرضیت کا خدشہ زائل ہو گیا، تو فراست فاروق رضی اللہ عنہ نے الگ تراویح پڑھنے کی بجائے اتفاق واتحاد کی برکت کے پیش نظر نبی ﷺ کی سنت کے مطابق باجماعت ادائیگی کا اجراء فرمایا۔

اور اپنے ارشاد میں بدعت کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ بھی اپنے متبادر و معروف معنوں میں نہیں ہے، بلکہ یہ "مشاکلہ" ہے جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اس کا اصل معنی نہیں بلکہ کوئی دوسرا معنی مراد ہوتا ہے۔

خود قرآن کریم میں اس مشاکلہ کی مثال موجود ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۸ میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾

یہاں صبغہ سے مراد رنگ یا پاؤڈر نہیں بلکہ اسلام مراد ہے۔

اسی طرح ہی قول فاروق میں بدعت سے مراد صرف یہ ہے کہ گذشتہ ایام میں نہ پائی جانے والی چیز کو وجود میں لانا، جبکہ یہ بھی نہیں کہ یہ بالکلیہ سابق میں موجود نہیں تھی، بلکہ اس کا اجراء سنت رسول ہونے کے پیش نظر ہی کیا گیا تھا۔

(۲۸) بخاری، حدیث (۲۰۱۲)



❷ دوسرا اعتراض:

اور کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم پر اعراب نہیں تھے وہ حجاج بن یوسف ثقفی نے لگوائے۔ پھر یہ عمل بھی بدعت ہوا۔

**جواب:** یہ محض مغالطہ اور غلط فہمی ہے ورنہ اعراب قرآن "بدعت" کے ضمن میں ہرگز نہیں آتا۔ بلکہ یہ "مصالح مرسلہ" کے باب سے ہے، کہ دینی امور میں سے کسی حرج کو رفع کرنے اور کسی ضروری امر کی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کرنا۔

بات در اصل یہ تھی کہ عہد حجاج میں دولت اسلامیہ بہت زیادہ پھیل گئی تھی، اور عرب وعجم کا اختلاط اور باہم رشتہ داریاں ہو رہی تھیں جس کے نتیجہ میں لغت عربی میں ضعف آنے لگا اور "لحن" عام ہوتا گیا۔ حتی کہ خود حجاج ایک فصیح و بلیغ عرب ہونے کے باوجود قرآن کریم کے بعض حروف میں لحن کر جاتا تھا۔ اور زیر والے حرف کو زبر سے یا زبر والے حرف کو زیر سے پڑھ جاتا تھا۔ اور یحیٰ بن یعمر نے اس پر نکیر بھی کی تھی۔ (۲۹)

لہذا حفاظت تلفظ کے لئے اعراب ضروری تھا۔ کیونکہ جس چیز کے بغیر کوئی واجب ادا نہ کیا جا سکے۔ وہ بھی واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا اعراب قرآن کو قطعاً میلاد کے لئے بطور استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان مصالح مرسلہ کی کئی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں، مثلاً: جمع وتدوین قرآن جو کہ عہد صدیقی وعثمانی میں عمل میں آئی وہ بدعت کے قبیل سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حفاظت قرآن مسلمانوں پر واجب ہے، اور یہ امور کمالیات وتحسینات کے باب سے ہیں۔

جمعہ کی پہلی اذان، مساجد کے مینارے، محرابیں، مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کا

(۲۹) انظر البداية والنهاية ۵/۹/۱۲۶

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



استعمال بھی اسی قبیل مصالح سے ہے۔ (۳۰)

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مانعین زکوۃ سے جنگ کرنا، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک مجلس کی تین طلاقوں ہی کو نافذ کر دینا، اور صدقات سے مولفۃ القلوب کا حصہ بند کرنا، خراج دیوان اور جیلوں کو جاری کرنا، اور عامۃ المجاعۃ (بھوک وقحط سالی) میں چوری کی حد (ہاتھ کاٹنے) کو موقوف کرنا وغیرہ، سب اپنے اپنے وقت کی اہم ضرورتیں اور دینی اعتبار سے مفید اور دافع ضرر امور تھے۔ اسی طرح ہی ائمہ مجتہدین کی طرف سے بھی بعض قواعد وضع کئے گئے ہیں جو کہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہیں۔ (۳۱)

### ❸ تیسرا اعتراض:

اور جشن میلاد کے دلدادگان یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ حصول نعمت پر ذکر وشکر واجب ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی ولادت بھی ایک عظیم نعمت ہے۔ لہذا شکران نعمت کے طور پر ہم یہ جشن مناتے اور خوشیاں کرتے ہیں۔

**جواب:** یہ صحیح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وجود مسعود ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ شکران نعمت واجب ہے۔ مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ ذکر وشکر نعمت کے لئے جلوس نکالنا، جلسے کرنا، بھنگڑا ڈالنا، سبیلیں لگانا، قوالیاں سننا، ضروری

---

(۳۰) تفصیل کے لئے دیکھیے۔ الإنصاف (لابی بکر الجزائری) ص ۲۰-۲۶

(۳۱) تفصیل کے لئے دیکھیے۔ الاعتصام للشاطبی ۱/۱۱۵ وعلم اصول الفقه للشیخ عبدالوهاب خلاف ص ۸۵، إرشادالعقول فی بدعة الاحتفال بمولد الرسول للشیخ عبدالحمید عبدالمحسن رکن مرکز دعوت وارشاد دبی ص ۱۵-۱۸، کلمة الحق فی الاحتفال بمولد سید الخلق للشیخ عبدالله آل محمود آف قطر ص ۲۸-۳۲۔



ہے۔ اور کیا صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین حتی کہ خود صاحب میلاد نے ایسے ہی اس نعمت کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں اس کا حق کس نے دیا؟ اور اگر اسی طرح شکر نعمت واجب ہے، تب تو پھر کاروبار زیست ٹھپ کرنا پڑیں گے، تاکہ ہر روز جلوس وجشن کا اہتمام کیا جاسکے۔ کیونکہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا تو شمار ہی مشکل ہے۔

جیسا کہ سورۃ النحل آیت ۱۸، اور سورۂ ابراہیم آیت ۳۴ میں خود باری تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾

"اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکو گے۔"

اگر ذکر وشکر نعمت کا صحیح طریقہ اختیار کیا جائے۔ سنن رسول ﷺ کو اپنایا جائے تو پھر یہ ہر مسلمان ہر روز کرتا ہے۔ نہ سال بھر میں صرف ایک دن، فلیتدبر۔

### ❹ چوتھا اعتراض:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے اور چونکہ یہ دن مبارک تھا۔ اس دن کو یہودی بھی روزہ رکھا کرتے تھے، کیوں کہ اس دن اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دلائی تھی، اور ہمیں بدرجہ اولی چاہیئے کہ نبی ﷺ کی ولادت کے بابرکت دن کا روزہ رکھیں۔

**جواب:** اندازہ فرمائیں کہ کتنی ٹیڑھی سوچ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو روزہ رکھا اور اس کا حکم فرمایا، مگر آج کے میلادیئے روزہ رکھنے کی بجائے دسترخوان سجاتے، سبیل لگاتے، قوالیاں سنتے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں۔ **العیاذ باللہ**

آپ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا مگر آپ اپنے یوم ولادت کے

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



بارے میں آپ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں، تو ہمیں آپ ﷺ کی اتباع کرنی چاہیئے۔ نہ اپنی طرف سے ابتداع، نہ روزہ کی شکل میں اور نہ ہی لہوولعب کے انداز میں۔

اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ تو قریش پہلے بھی رکھا کرتے تھے اور ممکن ہے کہ کسی سابقہ شریعت سے انہوں اس کا حکم لیا ہو۔ جیسے حرمت والے چار مہینوں کا احترام کرنا اور حج کرنا وغیرہ ہیں۔ اور عہد جاہلیت میں لوگوں کے روزہ رکھنے کا ثبوت صحیح بخاری ٤/٢٤٤ مع الفتح اور صحیح مسلم ٧/٥ مع النووی میں بھی موجود ہے۔

اور جس حدیث میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور یہودیوں کو روزہ رکھتے دیکھا، تو پوچھا کہ یہ کیسا روزہ ہے؟ اور انہوں نے نجات موسیٰ کا واقعہ بتایا اور کہا کہ ہم اسی کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تم سے زیادہ حقدار ہوں۔ لہذا آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔ تو اس کے بارے میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ نبی ﷺ نے (یہود سے سن کر) اس روزے کی ابتدا نہیں کی بلکہ صحاح وسنن میں مذکور صحیح حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ عہد جاہلیت میں بھی قریش روزہ رکھا کرتے تھے۔

اور امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے قریش دین ابراہیم کے کسی حکم پر روزہ رکھتے ہوں۔ اور نبی ﷺ کا روزہ رکھنا موافقت دین ابراہیم کے سبب ہو! جیسا کہ حج کا معاملہ ہے۔ اور پھر جب یہود کو روزہ رکھتے دیکھا تو ان کی تالیف قلب کے لئے بھی روزہ رکھا، اور اس کا حکم فرمایا ہو۔

اور اس میں بھی کوئی امر مانع نہیں کہ فریقین ایک ہی دن کا روزہ دو الگ

(٣٢) تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری ٤/٢٤٨



اسباب کی بنا پر رکھتے ہوں۔ (٣٢)

### 5 پانچواں اعتراض:

بعض قائلین میلاد تو اس حد تک جسارت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے یوم ولادت پر ایک مینڈھا بطور عقیقہ ذبح کرتے تھے، تو ہم لوگ کیوں نہ عید میلاد منائیں؟

**جواب**: سب سے پہلے تو عقیقہ کا معنی سمجھ لیں۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کی طرف سے ذبح کیا جائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کھانا جو بچے کی ولادت کی خوشی میں پکایا اور کھلایا جائے، وہ عقیقہ کہلاتا ہے۔ (٣٣)

اور ان کا کہنا ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک سنت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن ذبح کیا جائے۔ اور تب نہ ہوسکے تو چودہویں دن ہو یا پھر اکیسویں دن۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ (٣٤)

اور جو شخص بالغ ہو جائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو، اس میں اختلاف ہے کہ وہ اپنی طرف سے عقیقہ کرے یا نہیں۔ بہر حال اگر جواز والوں کی بات ہی لے لی جائے تو عمر میں ایک مرتبہ عقیقہ کرنا ہوگا، اور پھر ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ ہر سال عقیقہ کیا جائے، اور کسی قطعی طریق سے ہرگز ثابت نہیں، کہ نبوت ملنے کے بعد آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی عقیقہ کیا ہو، کہاں ہر سال عقیقہ کا دعویٰ؟

اور جس روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے

(٣٣) المغنی ٩/٤٥٨۔

(٣٤) المغنی ٩/٤٦١۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



ہیں: یہ مسند بزار کی روایت صحیح ثابت نہیں ہے۔ اور خود امام بزار کا کہنا ہے: کہ یہ روایت بیان کرنے میں عبداللہ منفرد ہے، اور وہ ضعیف ہے۔ آگے فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق صاحب المصنف کا کہنا ہے کہ محدثین نے صرف اس روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے عبداللہ بن محرر سے روایت لینا ہی ترک کر دیا۔ تو گویا اس روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے عبداللہ بن محرر کی ثقاہت ہی ختم ہوگئی۔ لہذا اس قسم کا استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے؟ (۳۵)

### ⑥ چھٹا اعتراض:

بعض مناظر لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، کیونکہ اس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے، اور پھر اسی سے عید میلاد کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

**جواب**: یہ صحیح ہے کہ نبی ﷺ پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ انہی احادیث میں جمعرات کے روزے کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ابو داؤد، ترمذی، نسائی (وصححہ ابن حبان) میں ہے کہ نبی ﷺ پیر اور جمعرات کا کوشش کرکے روزہ رکھا کرتے تھے۔ (۳۶)

جبکہ نسائی اور ابوداؤد (و صححہ ابن خزیمہ) میں ہے کہ حضرت اسامہ ؓ کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے بتایا کہ پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش

(۳۵) راجع فتح الباری ۱۲/۱۲۔

(۳۶) صحیح ابی داؤد، حدیث (۲۱۲۸)، صحیح الترمذی (۹۵-۵۹۶)، صحیح النسائی ۲/۴۹۷، ابن ماجہ (۱۷۳۹)، ابن خزیمہ (۲۱۱۶)، مسند احمد ۶/۱۰۶۔



کئے جاتے ہیں۔ اور میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔ (۳۷)

اور صحیح مسلم وترمذی میں بھی پیر اور جمعرات کے روزہ کی یہی علت بیان ہوئی ہے۔ اور مسلم کی ایک حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ پیر کے روزے کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی دن میں پیدا ہوا تھا، اور اسی دن میں مبعوث کیا گیا، یا مجھ پر وحی نازل کی گئی تھی۔ (۳۸)

ان تمام احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ پیر و جمعرات کے روزے کا اصل سبب اعمال کا پیش کیا جانا ہے، اور اضافی سبب (صرف پیر کے روزہ کے لئے) یہ بھی تھا، کہ آپ ﷺ اسی دن پیدا ہوئے تھے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کا روزہ رکھنا محض ولادت کی وجہ سے ہوتا، تو آپ ﷺ صرف پیر کا روزہ رکھتے، جمعرات کا نہ رکھتے۔ پھر پیر کا روزہ بھی سال میں ایک مرتبہ رکھتے، جو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کے موافق ہوتا، ہر ہفتہ میں نہ رکھتے۔

کیونکہ کسی واقعہ کی یاد سال میں ایک مرتبہ ہی منائی جاتی ہے۔ نہ کہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اعمال کے پیش کئے جانے کی وجہ سے تھا۔ اور اگر کوئی عشق رسول کا دم بھرنے والا ہے۔ تو وہ ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرے، جو کہ سنت رسول ﷺ ہے، نہ کہ بدعات کا ارتکاب کرے۔ اور بدعات کے جواز کے لئے احادیث کا مفہوم توڑ موڑ کر بیان کرتا پھرے،

(۳۷) فتح الباری ۴/۲۳۶، صحیح ابی داؤد (۲۱۲۸)، صحیح الترمذی (۵۹۶)، صحیح النسائی (۲۲۲۲)، الدارمی ۲/۲۰، اخرجہ بمعناہ احمد فی المسند ۲/۲۹، بحوالہ تحقیق مصابیح السنہ ۲/۹۳۔

(۳۸) ریاض الصالحین ص۴۸۸-۴۸۹۔ بتحقیق ارناؤوط، مسلم مع نووی ۴/۸/۵۱۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



اور روزے کی بجائے اکل وشرب کی محفلوں کی طرف دعوت دیتا پھرے۔

اور نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ہرگز ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ربیع الاول (۹ یا ۱۲) کا روزہ کبھی رکھا ہو، جو کہ آپ ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ہر سال اس دن کا روزہ اس نیت سے رکھے، تو یہ گویا نبی ﷺ سے پیش قدمی اور شریعت سازی ہے۔ والعیاذ باللہ

❼ ساتواں اعتراض:

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کیے تھے۔ بعض لوگ بڑی دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ اور اس سے عجیب نتیجہ نکالتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا تریسٹھ اونٹ ذبح کرنا اس بات کی علامت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سال کے بدلے میں بطور عید میلاد ایک اونٹ ذبح فرمایا۔

**جواب**: بدعت ساز اور بدعت نواز لوگ پہلے ایک چیز ایجاد کرتے ہیں۔ اور پھر اسے ثابت کرنے کے لئے نصوص کا آپریشن کر کے انہیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی معاملہ یہاں بھی ہے۔ جبکہ درحقیقت ان کی اس دلیل اور مدلول میں کوئی ربط وتعلق نہیں، کیونکہ:

① معروف بات ہے کہ آپ ﷺ نے وہ اونٹ دس ذوالحجہ کو ذبح کئے تھے۔ جو کہ بارھواں مہینہ تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کی ولادت ربیع الاول (۹ یا ۱۲) کو ہے۔ جو کہ اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ لہذا ان قربانیوں اور عید میلاد میں کیا مناسبت ہے؟

② اگر ان قربانیوں سے عید میلاد کا جواز بھی ثابت کرنا ہو تو پھر عید میلاد بھی دس ذوالحجہ کو ہی ہونی چاہئے۔ نہ کہ ربیع الاول میں۔



③ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ کی قربانی دی تھی، ان میں سے تریسٹھ اونٹ تو آپ ﷺ اپنے ساتھ مدینہ منورہ سے لائے تھے۔ اور سینتیس اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے۔ اور شرح مسلم نووی (۸/۱۹۲) میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے بقول آپ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے، جو آپ ﷺ اپنے ساتھ لائے تھے، جیسا کہ ترمذی شریف میں مذکور ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ سینتیس اونٹ ذبح کرنے کے لئے دیئے گئے جنہیں وہ یمن سے آپ ﷺ کے لئے لائے تھے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے تریسٹھ اونٹ ذبح کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینتیس اونٹ ذبح کرانے کا کیا مطلب ہوگا؟ یہ سوالات دراصل لایعنی ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے جو اوپر ذکر ہوئی ہے۔

④ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کا تریسٹھ اونٹ ذبح کرنا، تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عمر شریف کے تریسٹھ سال پورے ہو گئے ہیں اور زیست کی انتہا ہو گئی ہے۔

اور واقعی حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی طرف کئی اشارے بھی ہو گئے کہ اس حیات مستعار کے خاتمے اور اس جہان فانی سے کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مثلاً یوم عرفہ میں آیت:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾

کا نزول، آپ ﷺ کا بار بار خطبات ارشاد فرمانا اور خطبات میں اشارہ کرنا کہ شاید اس سال کے بعد ہم یہاں اکٹھے نہ ہو سکیں وغیرہ۔

لہذا کہا جا سکتا ہے کہ اگر تریسٹھ کا عدد کسی بات کی دلیل ہے تو وہ صرف اس کی کہ تریسٹھ سال کی عمر مکمل ہو گئی ہے۔ اب ان سالوں میں کسی سال کا اضافہ نہیں ہوگا۔

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



نہ کہ یہ ابتدائے میلاد کی علامت تھا، کہاں ابتدا اور کہاں انتہا؟

8 آٹھواں اعتراض:

عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کے لئے امام سیوطیؒ (المعروف عندالمحدثین بحاطب اللیل یعنی یجمع بین الشیء وضده) نے الحاوی فی الفتاویٰ میں ایک تاریخی روایت بیان کی ہے کہ خواب میں کسی (عباس بن عبدالمطلب) کو ابولہب خائب وخاسر ملا، اوراس نے بتایا کہ مجھے عذاب ہوتا رہتا ہے، سوائے اس کے کہ ہر پیر کی رات کو، اس دن کچھ تخفیف عذاب میں ہوتی ہے۔ اوراپنی انگلیوں کے درمیان سے چند قطرے پانی بھی چوسنے کو ملتا ہے۔ اور وہ یہ اس لئے کہ جب میری کنیز ثویبہ نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خبر دی تھی، تو میں نے اسے آزاد کردیا تھا۔ اور پھر اسی نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

**جواب:** یہ قصہ اوراس سے جواز میلاد کی دلیل لینا کئی طرح سے غلط ہے مثلاً:

① اس بات پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے کہ نبی کے خواب کے سوا (کہ نبیوں کا خواب وحی وحق ہوتا ہے) کسی کا خواب کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔

② یہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ہے اور پھر ان سے جس نے روایت کی ہے، انہوں نے بالواسطہ بیان کی ہے۔ لہذا یہ روایت مرسل ہوئی، جس سے مسائل عقائد کے بارے میں احتجاج صحیح نہیں۔ (۳۹)

③ اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زمانہ قبل از اسلام میں یہ خواب دیکھا ہو۔ اور کفر کی حالت میں دیکھے گئے خواب کہاں حجت ہوں گے۔ جبکہ مومن ومتقی کا خواب بھی حجت شرعی نہیں ہوتا۔ سوائے انبیاء علیہم السلام

(۳۹) مرسل روایت صرف عقائد ہی میں نہیں بلکہ احکام میں بھی قابل حجت نہیں ہوتی۔



کے خواب کے۔

④ اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ کافر اگر کفر پر ہی مرجائے تو اس کے کسی عمل کا ثواب نہیں ملتا، اور یہی صحیح بھی ہے۔ کیونکہ سورۂ فرقان آیت ۲۳ میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾

''اور ہم نے ان (کفار) کے ان اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے (دنیا میں) کیے تھے۔ تو ان (اعمال) کو اڑتی ہوئی خاک کی طرح کردیں گے۔''

اور سورہ کہف آیت ۱۰۵ میں فرمان الٰہی ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کردیا۔ اوراس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا، پس اس لئے ان کے سارے اعمال (کفر کی وجہ سے) ضائع ہوگئے۔ قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔''

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں فرمان الٰہی سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی حالت کفر پر مرجائے تو اس کے کسی عمل کا ثواب اسے نہیں ملتا۔

اور حدیث میں بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ عبداللہ بن جدعان جو ہر حج کے موقع پر ایک ہزار اونٹ ذبح کیا کرتا تھا، اور ہزار آدمیوں کو حلے پہناتا تھا۔ اور جس کے گھر میں حلف الفضول کا معاہدہ طے ہوا تھا۔ (جس میں خود نبی

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net



ﷺ بھی شامل تھے) کیا اسے یہ چیز فائدہ پہنچائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ کیونکہ اس نے عمر بھر میں یہ کبھی نہیں کہا کہ اے اللہ! قیامت کے روز میرے گناہ کو بخش دینا۔ (۴۰)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ عباس بن عبدالمطلب کے خواب کی کوئی وقعت نہیں، نہ اس سے استدلال صحیح ہے۔

⑤ ابولہب کی خوشی ایک طبعی امر تھا (کہ وہ چچا تھا) نہ کہ اس کی خوشی کوئی تعبدی نقطۂ نظر سے تھی، اور جب کوئی خوشی اللہ کے لئے نہ ہو بلکہ اپنے یا قریبی کے یہاں بچے کی پیدائش پر فطری وطبعی خوشی ہو، تو اس پر ثواب نہیں ہوتا۔ اس بات سے بھی اس روایت کا ضعف وبطلان واضح ہوتا ہے۔

⑥ اور مومن تو اپنے نبی ﷺ کے وجود سے ہر وقت خوش رہتا ہے۔ لہذا اس کیلئے سال میں ایک مرتبہ اظہار خوشی کا موقع (میلاد) ایجاد کرنا کسی طرح بھی لائق نہیں ہے۔

**المختصر:**

خرافیوں کے ان اور ایسے ہی دیگر بودے، بے جان اور بے سروپا دلائل ان کی دوراز کار تاویلوں، چابک دستیوں اور عیاریوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔

إن أريد إلا الإصلاح

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

**ابو عدنان محمد منير قمر نواب الدين**

ترجمان المحكمة الشرعية الكبرىٰ

الخبر ۱۳۹۵۲ سعودی عرب

(۴۰) بحوالہ الانصاف للجزائری، ص ۴۱



# کتابیات


۱۔ قرآن مجید
۲۔ تفسیر ابن کثیر
۳۔ طبقات ابن سعد
٤۔ دلائل النبوة
۵۔ فقه السيرة علامه محمد الغزالي بتحقيق علامه الباني
٦۔ سنن ترمذي
۷۔ تحفة الاحوذي شرح ترمذي علامه عبد الرحمن مبار كپوري
۸۔ زاد المعاد، بتحقيق الارناؤوط
۹۔ سيرت النبي ﷺ علامه شبلي نعماني
۱۰۔ رحمة اللعالمين ﷺ علامه قاضي سليمان منصور پوري
۱۱۔ مجمع الزوائد اما هيثمي
۱۲۔ الفتح الرباني شرح و ترتيب مسند احمد الشيباني، علامه احمد عبدالرحمن البناء
۱۳۔ البداية والنهاية، امام ابن كثير
۱٤۔ محمد ﷺ القدوة الكاملة، دبئی
۱۵۔ حدائق الانوار، قطر
۱٦۔ تفسير امام قرطبي
۱۷۔ الانصاف فيما قيل في المولد من الغلو والاجحاف، ابو بكر جابر جزائري
۱۸۔ الترغيب و الترهيب للمنذري بتحقيق محمد محي الدين عبد المجيد
۱۹۔ مشكوٰة، بتحقيق علامه الباني
۲۰۔ المرعاة شرح المشكوٰة علامه عبيد الله رحماني
۲۱۔ صحيح ابي داؤد، للالباني
۲۲۔ صحيح الترمذي، للالباني
۲۳۔ سنن ابن ماجه، بتحقيق محمد فواد عبد الباقي
۲٤۔ موار دالظمآن بزوائد ابن حبان امام هيثمي بتحقيق محمد عبد الرزاق حمزه
۲۵۔ مستدرك حاكم
۲٦۔ مسند احمد
۲۷۔ صحيح الجامع الصغير، للالباني
۲۹۔ كلمة الحق في الاحتفال بمولد سيد الخلق شيخ عبد الله بن زيد آل محمود، قطر
۳۰۔ فتاوى المنار، علامه رشيد رضا مصري
۳۱۔ الاعتصام، للشاطبي
۳۲۔ علم اصول الفقه، شيخ عبدالوهاب خلاف
۳۳۔ ارشا د العقول في بدعة الاحتفال بمولدالرسول ﷺ، مركز الدعوه، دبئی
۳٤۔ فتح الباري، طبع دارالافتاء
۳۵۔ رياض الصالحين، بتحقيق الارناؤوط
۳٦۔ المغني، امام ابن قدامه، المقدسي


Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net




تمام برادرانِ اسلام!

کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ

مؤلفِ کتاب کے ریڈیو اُمّ القیوین (U.A.E)

اور سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ کے تمام پروگراموں کے

آڈیو کیسٹس اور سیڈیز بھی دستیاب ہیں

برائے رابطہ: ..........................................

رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ، الخبر

فون: 28829292ext2638) مسعود سہیل

الجبیل فون (مکان): 3033462702) شاہد ستار

sasattar63@yahoo.com

برائے رابطہ: ..........................................

غلام مصطفیٰ فاروق مدیر مکتبہ کتاب وسنت

ریحان چیمہ، تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

فون: 0300-6439897

m_k_sunnat@yahoo.com

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi